

منہاج المسلم

اسلامی طرزِ زندگی

تمام شعبہ ہائے زندگی متعلق قرآن و سنت کی تعلیمات

تألیف
فیضانِ ابنِ کعبہ الجبلیؒ حفظہ اللہ
مدرسۃ المسجد النبوی الشریف، مدینہ منورہ

ترجمہ
شیخ الحدیث مولانا محمد رفیع الازہریؒ
شیخ الحدیث دار الحدیث محمدیہ
علاقہ پور پیر والا، پاکستان

نظارت
قاری عبدالحلیم بلال
مولانا عبد الصمد رفیق حفظہ اللہ
(فاضل مدینہ منورہ)

لاہور
الریاض
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
دارالسلام

جملہ حقوق اشاعت
برائے دارالسلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز محفوظ ہیں



دارالسلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

پوسٹ بکس نمبر 22743 ریاض 11416 مملکت سعودی عرب

ٹیلیفون 4033962 فیکس 4021659

برانچ آفس

دارالسلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

50 لوئر مال - لاہور پاکستان ٹیلیفون - 7354072

پہلا ایڈیشن دسمبر 1997 بمطابق شعبان 1418 ہجری

فہرست مضامین

۵۶	دلائل	۳۱	عرض ناشر
۵۹	* عقلی دلائل	۳۵	عرض ناشر (طبع دوم)
	پانچویں فصل	۳۶	عرض مترجم
۶۰	فرشتوں پر ایمان	۳۸	مقدمہ
۶۰	* کتاب وسنت سے دلائل	۴۱	باب اول
۶۳	* عقلی دلائل		عقائد
	چھٹی فصل		پہلی فصل
۶۴	آسمانی کتابوں پر ایمان	۴۳	اللہ تعالیٰ پر ایمان
۶۴	* کتاب وسنت سے دلائل	۴۳	اللہ تعالیٰ پر ایمان کس طرح لایا جائے؟
۶۷	* عقلی دلائل	۴۳	* قرآن وسنت سے دلائل
	ساتویں فصل	۴۵	* عقلی دلائل
۶۷	قرآن کہ ہم پر ایمان		دوسری فصل
۶۸	* کتاب وسنت سے دلائل	۴۷	اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان
۷۰	* عقلی دلائل	۴۷	* قرآن وسنت سے دلائل
	آٹھویں فصل	۵۰	* عقلی دلائل
۷۱	رسولوں پر ایمان		تیسری فصل
۷۱	* قرآن وسنت سے وجود انبیاء پر دلائل	۵۴	اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان
۷۴	* عقلی دلائل	۵۴	* قرآن وسنت سے دلائل
	نویں فصل	۵۶	* عقلی دلائل
۷۵	رسالت محمدیہ پر ایمان		چوتھی فصل
۷۵	* قرآن وسنت سے دلائل	۵۶	اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر ایمان
۸۲	* عقلی دلائل		* قرآن وسنت اور آثار صحابہؓ سے
	دسویں فصل		



۵۶۵	* حوالہ کا حکم	۵۵۲	الف- شراکت کی دلیل
۵۶۶	* حوالہ کی شرائط	۵۵۲	ب- شراکت کی تعریف
۵۶۶	* حوالہ کے احکام	۵۵۲	* شرکت العنان
	ساتواں مادہ: ضمانت، کفالت، رہن	۵۵۳	* شرکت العنان کی شرائط صحت
۵۶۶	وکالت اور صلح کا بیان	۵۵۳	* شرکت الابدان
۵۶۶	(الف) ضمان کی تعریف	۵۵۳	* شرکت الابدان کے احکام
۵۶۷	* ضمان کا حکم	۵۵۳	* شرکت الوجوہ
۵۶۷	* ضمان کے احکام	۵۵۳	* شرکت المفاوضہ
۵۶۷	* ضمان کا تحریری نمونہ	۵۵۵	دوسرا مادہ: مضاربہ کا بیان
۵۶۸	ب- کفالت کی تعریف	۵۵۵	* مضاربہ کی تعریف
۵۶۸	* کفالت کا حکم	۵۵۵	* مضاربہ کی مشروعیت
۵۶۸	* کفالت کے احکام	۵۵۵	* مضاربہ کے احکام
۵۶۹	(ج) رہن کی تعریف	۵۵۶	تیسرا مادہ: مساقات اور مزارعت
۵۶۹	* رہن کا حکم	۵۵۶	الف- مساقات کی تعریف
۵۷۰	* رہن کے احکام	۵۵۶	* مساقات کا حکم
۵۷۲	* تحریری نمونہ	۵۵۷	* مساقات کے احکام
۵۷۲	(د) وکالت کی تعریف	۵۵۸	ب- مزارعت کی تعریف
۵۷۳	* وکالت کی شرائط	۵۵۸	* مزارعت کا حکم
۵۷۳	* وکالت کا حکم	۵۵۹	* مزارعت کے احکام
۵۷۴	* وکالت کے احکام	۵۶۰	چوتھا مادہ: ٹھیکہ داری کا بیان
۵۷۵	* وکالت کا تحریری نمونہ	۵۶۰	* اجارہ کی تعریف
۵۷۵	ھ- صلح کا بیان	۵۶۱	* اجارہ کا حکم
۵۷۵	* صلح کیا ہے؟	۵۶۱	* اجارہ کی شرائط
۵۷۵	* صلح کا حکم	۵۶۲	* اجارہ کے احکام
۵۷۶	* صلح کی اقسام	۵۶۳	پانچواں مادہ: جعالہ کا بیان
۵۷۶	(الف) اقرار پر مبنی صلح	۵۶۳	* جعالہ کی تعریف
۵۷۶	(ب) انکار پر مبنی صلح	۵۶۳	* جعالہ کا حکم
۵۷۶	(ج) سکوت پر مبنی صلح	۵۶۳	* جعالہ کے احکام
۵۷۶	* صلح کے احکام	۵۶۵	چھٹا مادہ: حوالہ کا بیان
۵۷۷	صلح نامہ کا تحریری نمونہ	۵۶۵	* حوالہ کی تعریف

۵۸۶	* ”ودیعت“ کی تحریر کا نمونہ	۵۷۸	آٹھواں مادہ: ویران اراضی کی آبادی
۵۸۶	* واپسی کا تحریری نمونہ	۵۷۸	فاضل بانی، الاٹمنٹ اور چراگاہ کا بیان
۵۸۷	تیسرا مادہ: مستعار (رعایت) کا بیان	۵۷۸	الف- غیر آباد زمین کو آباد کرنا
۵۸۷	* مستعار کی تعریف	۵۷۸	* غیر آباد زمین کو آباد کرنے کا حکم
۵۸۸	* مستعار کا حکم	۵۷۸	* غیر آباد زمین آباد کرنے کے احکام
۵۸۸	* مستعار کے احکام	۵۷۹	چند ضروری باتیں
۵۸۹	* مستعار کا تحریری نمونہ	۵۷۹	(ب) ضرورت سے زائد پانی
۵۹۰	چوتھا مادہ: غصب کا بیان	۵۷۹	* زائد پانی کی تعریف
۵۹۰	* غصب کی تعریف	۵۸۰	* زائد پانی کا حکم
۵۹۰	* غصب کا حکم	۵۸۰	* ضرورت سے زائد پانی کے احکام
۵۹۰	* غصب کے احکام	۵۸۰	ج- زمین کی الاٹمنٹ
۵۹۲	پانچواں مادہ: لقطہ اور لقیطہ کا بیان	۵۸۰	* زمین کی الاٹمنٹ کا مطلب
۵۹۲	(الف) لقطہ کی تعریف	۵۸۰	* زمین کی الاٹمنٹ کا حکم
۵۹۲	* لقطہ کا حکم	۵۸۱	* زمین کی الاٹمنٹ کے احکام
۵۹۲	* لقطہ کے احکام	۵۸۱	تنبیہ
۵۹۳	* لقطہ کا تحریری نمونہ	۵۸۲	د- چراگاہ کا بیان
۵۹۳	(ب) لقیطہ کا بیان	۵۸۲	* چراگاہ کی تعریف
۵۹۳	* لقیطہ کا حکم	۵۸۲	* چراگاہ کا حکم
۵۹۳	* لقیطہ کے احکام	۵۸۳	* چراگاہ کے احکام
۵۹۵	* پھینکے ہوئے بچے کی تحریری شہادت		پانچویں فصل
	چھٹا مادہ: حجر (تصرفات مالی سے روکنے) کا بیان	۵۸۳	چند ضروری احکام
۵۹۵	الف- حجر	۵۸۳	پہلا مادہ: قرض کا بیان
۵۹۵	* حجر کی تعریف	۵۸۳	* قرض کی تعریف
۵۹۵	* حجر کا حکم	۵۸۳	* قرض کا حکم
۵۹۶	* حجر کے احکام	۵۸۳	* قرض کی شرائط
۵۹۶	(۱) ٹابا لے پچہ	۵۸۳	* قرض کے احکام
۵۹۶	(۲) بے وقوف	۵۸۵	دوسرا مادہ: ودیعت و امانت کا بیان
۵۹۶	(۳) دیوانہ	۵۸۵	* ودیعت (امانت) کی تعریف
۵۹۷	(۴) بیار	۵۸۵	* ودیعت و امانت کا حکم
		۵۸۶	* ودیعت کے احکام

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّنَا
مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ - آمَنَّا بَعْدُ:

آج سے چودہ سو سال پہلے سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جب علم کی قدیل روشن فرمائی تو پاسبانان عزیمت و پیشوایان ملت بیضاء اٹھے، نبوی صداؤں پر لبیک کہتے ہوئے میدان عمل میں اترے اور شیع رسالت کی روشنی لے کر ہر صحرا و وادی میں اترے، مجبور کے ادق اور پرخطر راستوں پر قربانی کے نذرانے پیش کرتے ہوئے راہرو منزل ہوئے۔

ان اکابرین کی یہ مشترکہ اور عالم گیر کوششیں جہاں ہمارے لئے تاریخی جھروکوں میں ایک سنہری باب کھولتی ہیں، وہاں یہ ہم پر عذر توڑ حجت بھی قائم کرتی ہیں۔ آج کتنے ہی اہم قسم کے مسائل ہیں کہ جن کی بابت تعلیم یافتہ طبقہ مصر ہے کہ انہیں سنت نبوی کی جگہ سنت یورپ پر عمل کے لئے کھلا چھوڑ دیا جائے۔ آخر کیوں؟

وجہ یہ ہے کہ ہم نے کبھی غور کرنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی کہ ہمیں اپنی طرز زندگی اور اسلوب حیات کو کس سانچے میں ڈھالنا تھا! اور اب وہ کون سے عناصر ہیں جو اس ملی فریضہ کی ادائیگی میں حائل ہو رہے ہیں اور سدا رہ بنے ہوئے ہیں؟

قارئین کرام! علم نبوی ایک مشترکہ میراث ہے، اگر ہم اسے تربیت اولاد اور اپنے ذاتی عمل کے لئے بنیاد نہیں بنائیں گے تو جاہلیت اولیٰ کے لوگوں سے ہمارا کیا فرق رہ جائے گا؟

اسی علمی شمع کو روشن کرنے کیلئے عرصہ دراز سے ہماری یہ تمنا تھی کہ جس طرح عربی زبان میں کتب اسلامیہ کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے اور عام و خاص اس سے فیض یاب ہوتے ہیں، اسی طرح عربی زبان میں کتب اردو زبان میں بھی ہوں۔ چنانچہ ہم نے اللہ کے فضل سے بعض اہم کتب کا انتخاب کیا اور ان کتب میں ایک اہم کتب ”منہاج المسلم“ ہے جس کے مؤلف و مصنف عالم اسلام کی مشہور علمی شخصیت فضیلۃ الشیخ ابوبکر بن موسیٰ جابر الجزائری حفظہ اللہ ہیں۔ ایک مدت پہلے ان کی اس کتاب کا جستہ جستہ مطالعہ کیا تو دوران مطالعہ خواہش ہوئی کہ اس عظیم الشان کتاب کو اردو میں بھی شایان شان طریقے سے شائع ہونا

۷۷۳	* منصب قضاء کی اہمیت	۷۶۳	* رق (غلامی) کی تعریف
۷۶۵	* مانگنے والے کو عمدہ قضاء نہ دیا جائے	۷۷۳	* غلامی کا حکم
۷۶۵	* قاضی کے منصب قضاء پر فائز ہونے کی شرائط	۷۷۳	* غلامی کی تاریخ اور اس کے اسباب
۷۶۵	* قاضی کے اخلاق	۷۷۳	* غلاموں کے ساتھ مسلمانوں اور دیگر اقوام کا معاملہ اور برتاؤ
۷۶۶	* قاضی کن چیزوں سے اجتناب کرے؟	۷۷۶	تنبیہ
۷۶۶	* قاضی کی ذمہ داریاں	۷۷۸	دوسرا مادہ: غلاموں کے احکام
۷۶۷	* قاضی کس طرح فیصلہ کرے؟	۷۷۹	(الف) غلاموں کی آزادی
۷۶۷	(۱) اقرار	۷۷۹	* آزادی کی تعریف
۷۶۷	(۲) دلیل	۷۷۹	* آزاد کرنے کا حکم
۷۶۷	(۳) قسم	۷۷۹	* آزاد کرنے کی حکمت
۷۶۸	(۴) انکار	۷۷۹	* آزادی کے احکام
۷۶۸	* فیصلہ کی کیفیت اور اس کا طریقہ	۷۸۱	(ب) تدبیر کیاں
۷۶۹	تنبیہات	۷۸۱	* تدبیر کی تعریف
۷۷۰	دوسرا مادہ: شہادت کا بیان	۷۸۱	* تدبیر کا حکم
۷۷۰	* شہادت کی تعریف	۷۸۱	* تدبیر میں حکمت
۷۷۰	* شہادت کا حکم	۷۸۱	* تدبیر کے احکام
۷۷۰	* گواہوں کی شرائط	۷۸۳	(ج) مکاتبت کا بیان
۷۷۱	* شہادت کے احکام	۷۸۳	* مکاتبت غلام کی تعریف
۷۷۲	* گواہی کی اقسام	۷۸۳	* مکاتبت کا حکم
۷۷۲	تیسرا مادہ: اقرار کا بیان	۷۸۳	* مکاتبت کے احکام
۷۷۲	* اقرار کی تعریف	۷۸۳	(د) ام ولد کا بیان
۷۷۲	* کسی شخص کا اقرار قبول کیا جائے گا؟	۷۸۳	* ام ولد کی تعریف
۷۷۳	* اقرار کا حکم	۷۸۵	* لونڈی سے جماع کرنے کا حکم
۷۷۳	* بعض احکام اقرار	۷۸۵	* لونڈی سے جماعت کی حکمت
۷۷۳	* مفلس، مجبور علیہ اور قریب المرگ	۷۸۶	* ام ولد کے احکام
۷۷۳	مریض کا اقرار	۷۸۶	(ه) ولع کیاں
۷۷۳	تیسرے فصل	۷۸۶	* ولع کی تعریف
۷۷۳	غلاموں کا بیان	۷۸۷	* ولع کا حکم
۷۷۳	پہلا مادہ: غلامی کے بارے میں	۷۸۷	* ولع کے احکام

پہلی فصل

اللہ تعالیٰ پر ایمان

یہ موضوع انتہائی اہم اور قدر و منزلت کا حامل ہے، کیونکہ مسلمان کی زندگی کا دارومدار اسی پر ہے اور اس کا سانچہ اسی کے مطابق ڈھلتا ہے لہذا اسے ایک مسلمان کی عام زندگی میں ”اصل الاصول“ کی حیثیت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان کس طرح لایا جائے؟

ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کے بارے میں یقین کامل رکھتا ہے کہ وہ موجود ہے اور وہی آسمانوں اور زمین کا بنانے والا، پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا، ہر چیز کا رب اور مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی حقیقی معبود، اور کوئی پالنے والا نہیں ہے۔ وہ صاحب عظمت و جلال اور جملہ صفات کامل سے متصف اور ہر عیب و نقص سے مبرا ذات ہے۔ مسلمانوں کو یہ عقیدہ محض اللہ تعالیٰ کی ہدایت و توفیق اور پھر درج ذیل عقلی اور نقلی دلائل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

قرآن و سنت سے دلائل:

(۱) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی، مخلوق کی نشوونما اور اپنے اسماء و صفات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ارشاد ہے: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُ حَيْثُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ بَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝﴾ (الأعراف ۷/۵۴)

”تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر مستوی ہوا، وہی رات کو دن سے ڈھانپتا ہے کہ وہ تیزی سے اس کے پیچھے (چلی آتی) ہے اور (اسی نے) سورج، چاند اور تارے پیدا کئے، ایسے طور پر کہ سب اسی کے حکم کے تابع ہیں، دیکھو (یہ سب)

◉ ایمان باللہ

◉ ربوبیت باللہ تعالیٰ

◉ الوہیت باللہ تعالیٰ

◉ اسمائے حسنی و صفات کاملہ

◉ ایمان بالملائکہ

◉ کتب سماویہ

◉ قرآن مقدس

◉ انبیاء و رسل

◉ رسالت سید ولد آدم ﷺ

◉ آخرت

◉ قبر جزا و سزا

◉ تقدیر الہی

◉ توحید

◉ وسیلہ

◉ اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان

◉ امر بالمعروف نہی عن المنکر

◉ حُب صحابہ و اہلبیت و اطاعت ائمہ و حکام

اسی کی تخلیق ہے اور حکم (بھی) اسی کا ہے۔ بڑا ہی برکتوں والا ہے اللہ جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

اور جب وادی کے دائیں کنارے برکت والی جگہ پر درخت میں سے اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کو پکارا تو فرمایا:

﴿يٰمُوسٰى اِنِّىْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّكَ الْعَلَمِیْنَ﴾ (القصص ۲۸/۳۰)

”اے موسیٰ! یقیناً میں ہی اللہ ہوں، سارے جہانوں کا پروردگار۔“

نیز ارشاد ہے: ﴿اِنِّىْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ﴾ (طہ ۱۴/۲۰)

”یقیناً میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو اور میرے ذکر کے لئے نماز پڑھا کرو۔“

اپنی عظمت کا اظہار اور اپنے اسماء و صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلِیْمُ الْغُیْبِ وَالشَّهَادَةُ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِکُ الْقُدُّوسُ اَسْلَمُ اَلَّذِیْنَ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرَکُوْنَ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَلِیْقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَلِیْمُ﴾ (الحشر ۲۲-۲۴)

”وہی اللہ ہے، جس کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں، چھپی اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا، وہی بہت رحم کرنے والا (اور) مہربان ہے O وہی اللہ ہے، جس کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں، بادشاہ (حقیقی) پاک، سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان، (سب پر) غالب، زبردست اور بڑائی والا ہے۔ اللہ ان چیزوں سے پاک ہے جن کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہی اللہ خالق ہے، پیدا کرنے والا اور صورتیں بنانے والا ہے، اسی کے (سب) اچھے نام ہیں، آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اس کی تسبیح کرتی ہے اور وہ (سب پر) غالب اور حکمت والا ہے۔“

اپنی تعریف میں فرمایا: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۳﴾ مَلِکُ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ (الفاتحہ ۱/۴-۲)

”سب تعریف اللہ کے لئے ہے، جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے، بہت رحم کرنے والا، مہربان (اور) جزا کے دن کا مالک ہے۔“

مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿اِنَّ هَذِهِ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَاحِدَةً وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِیْ﴾ (الانبیاء ۲۱/۹۲)

”یقیناً یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں (تمہارا رب ہوں، پس میری ہی عبادت کرو۔“

سورہ مومنوں میں فرمایا ﴿وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ﴾ (المؤمنون ۲۳/۵۲)

”اور میں تمہارا پالنہار ہوں، پس مجھ سے ڈرو۔“

آسمانوں اور زمین میں اپنے ماسوا کسی دوسرے حقیقی رب اور معبود کے موجود ہونے کے دعوے کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَوْ كَانَ فِیْهِمَا اِلٰهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ﴾ (الانبیاء ۲۱/۲۲)

”اگر ان (زمین و آسمان) میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بھی (سچے) معبود ہوتے تو یہ دونوں تباہ ہو جاتے۔ پس اللہ عرش (عظیم) کا رب ان باتوں سے پاک ہے جو یہ (مشرک) بیان کرتے ہیں۔“

(۲) تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل ﷺ نے اللہ کی ہستی اور ساری کائنات کے لئے اس کی ربوبیت کی خبر دی ہے کہ وہی ان کا خالق ہے اور اسی کا ان میں تصرف ہے مزید ان انبیاء و رسل نے اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کی خبر بھی دی ہے۔ اللہ جل جلالہ نے ہر نبی اور رسول کے پاس اپنا قاصد بھیجا، یا اس سے ہم کلام ہوا یا اس کے دل میں القاء کیا جس سے انہیں اللہ تعالیٰ کے کلام اور وحی کا یقین ہوا۔ مخلوقات میں سے برگزیدہ انسانوں کی اتنی بڑی تعداد کو، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے وجود کی خبر دی ہے، جھٹلا دینا عقلاً محال ہے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ انہوں نے جھوٹ پر اتفاق کر لیا ہو یا بغیر تحقیق و علم اور بلا یقین و جزم ایک غیر محقق و غیر مستند بات کا اعلان کر دیا ہو، جبکہ انبیاء کا یہ گروہ پاکبازی، عقل و دانش اور سچائی میں تمام انسانوں سے فائق اور بہتر ہے۔

(۳) کروڑوں انسان اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں، اس کی عبادت کرتے ہیں جبکہ انسانی مزاج میں ہے کہ ایک دو آدمیوں کی خبر کا بھی اعتبار کر لیا جاتا ہے، علاوہ ازیں یہ جس ذات پر ایمان رکھتے، اس کی خبر دیتے، اس کی عبادت کرتے اور اس کا تقرب حاصل کرتے ہیں، عقل و فطرت بھی اس کی صحت کی گواہی دیتی ہے۔

(۴) لاکھوں علماء نے بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفات و اسماء اور ہر چیز کے لئے اس کی ربوبیت و قدرت کاملہ کا اعتراف کیا ہے اور اسی بنیاد پر اس کی عبادت و اطاعت کرتے ہیں اور محبت و بغض کا معیار بھی اسی کو گردانتے ہیں۔

عقلی دلائل:

(۱) کائنات میں مختلف جہانوں کا وجود، ان میں اختلاف و تنوع اور مخلوق کا کثیر تعداد میں ہونا، خالق

حقیقی کا پتہ دیتا ہے کہ وہ اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ اس لئے کہ اس کے سوا کسی نے بھی ان کی تخلیق و ایجاد کا دعویٰ نہیں کیا۔ ان سب کا از خود ہونا، بلکہ کسی بھی معمولی سی چیز کا موجد کے بغیر پایا جانا، عقلاً محال اور غیر دانشمندانہ بات ہے۔ یہ تو ایسے ہی جیسے کوئی کھانا بغیر پکانے والے کے تیار ہو جائے اور کوئی بچھونا (دستر خوان وغیرہ) کسی بچھانے والے کے بغیر ہی زمین پر بچھ جائے جب یہ ناممکن ہے تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنے بڑے جہان، آسمان، افلاک، سورج، چاند اور تارے جن کے حجم و مقدار اور باہمی فاصلے مختلف ہیں، از خود پیدا ہو گئے ہوں؟ زمین اور زمینی مخلوق انسان، جن، حیوان، ان کے رنگ، زبان کے اختلاف، اور اک و فہم کا تفاوت اور خصوصی عادات و علامات کو دیکھیں اور مختلف رنگ و منفعت کی حامل زمینی معدنیات اور بننے والے چشمے، ندیاں، دریا، سمندر، زمین میں آگے ہوئے پودے، درخت جن کے پھلوں کا ذائقہ، رنگ اور مہک مختلف ہے اور ہر چیز کی اپنی خصوصیت اور اپنا مزاج ہے، یہ سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ایک ایسی ہستی موجود ہے، جو اپنے امر و تدبیر سے ان کو کنٹرول کر رہی ہے اور اس وسیع و عریض کائنات کا یہ نظام اسی کی مرضی و منشاء سے، بغیر کسی خلل کے چل رہا ہے۔

(۲) ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جسے ہم پڑھتے ہیں اور اس میں غور و فکر کرتے ہیں اور اس کے معانی سمجھتے ہیں یہ کلام بھی اللہ تعالیٰ کی ہستی کا پتہ دیتا ہے۔ کیا کوئی کلام، بولنے والے کے بغیر ہو سکتا ہے؟ اور کیا قائل کے بغیر قول کا تصور کیا جاسکتا ہے؟

یہ عظیم کلام ایسی ٹھوس شریعت پر مشتمل ہے، جو آج تک انسانی دریافت میں ممتاز اور ایسے محکم قوانین پر مبنی ہے، جس سے انسانیت کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں صحیح ترین علمی نظریات ہیں، لاتعداد غیبی امور سے پردہ اٹھادیا گیا ہے، تاریخی حوادث کی نشاندہی کی گئی ہے اور یہ شریعت اپنے ہر انداز میں سچ ثابت ہوئی ہے، اس کا کوئی حکم و قانون اپنی افادی حیثیت میں زمان و مکان کی طوالت کے باوجود ناکام نہیں ہوا۔ اس کا کوئی بھی علمی انکشاف آج تک غلط نہیں قرار دیا جاسکا اور پوشیدہ امور جن کی نشاندہی اس شریعت میں ہوئی، آج تک ان کے خلاف کچھ ثابت نہیں ہوا اور کوئی بھی مؤرخ بیان کردہ تاریخی حقائق و واقعات کو جھٹلایا ان کا انکار نہیں کر سکا۔ کیا حکمت و صداقت پر مشتمل ایسا کلام کسی انسان کا ہو سکتا ہے؟ یہ محال اور انسانی طاقت و قدرت سے کوسوں دور ہے۔ یقیناً یہ انسان کے خالق ہی کا کلام ہے، جو اس کے وجود، اقتدار اور علم و حکمت پر دلالت کرتا ہے۔

(۳) کائنات کی تخلیق و تکوین اور نشوونما میں اس لطیف، مگر مضبوط نظام پر غور کیجئے کہ کس طرح زندہ کائنات ایک ہی مربوط نظام میں پروٹی ہوئی ہے، جس سے وہ سرمو انحراف نہیں کر سکتی۔ مثلاً انسان رحم میں نطفہ ڈالتا ہے، پھر اس میں عجیب انداز سے تدریجی مراحل طے ہوتے ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا دخل نہیں ہوتا اور پھر ایک مکمل انسان بن کر باہر آجاتا ہے۔ اس کی تخلیق و تکوین، نشوونما اور

بدھوتری، بچپن، جوانی، کھولت اور بڑھاپے میں عبرت و نصیحت کے بے شمار پہلو ہیں۔ فطرت کے یہ اصول جو انسان و حیوان میں کار فرما ہیں، اشجار و نباتات کے اندر بھی ہیں اور اسی طرح بلند و بالا افلاک اور آسمان پر چمکتے ہوئے ستاروں میں بھی۔ یہ سب ایک ہی ضابطہ کار کے پابند ہیں اور اس سے باہر نہیں جاسکتے۔ ایک ہی دھاگے میں پروئے ہوئے ہیں، جس سے وہ نکل نہیں سکتے۔ اگر ایسا ہو جائے تو کائنات تباہ اور زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔

ایک مسلمان اسی طرح کے منطقی، عقلی اور نقلی دلائل کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا، اس کی ربوبیت کو تسلیم کرتا اور اسے سب لوگوں کا حقیقی معبود مانتا ہے اور ایک مسلمان کی زندگی تمام معاملات میں اسی ایمان و یقین کی بنیاد پر استوار ہوتی اور ڈھلتی ہے۔

دوسری فصل

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان

مومن اس بات پر کامل ایمان رکھتا ہے کہ اس کائنات کی ہر چیز کو پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ یہ بات اولاً اللہ رب کریم نے ہمیں بتائی ہے۔ ثانیاً نقلی اور عقلی دلائل کا تقاضا بھی یہی ہے۔

قرآن و سنت سے دلائل:

(۱) اپنی ربوبیت کی خبر خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے، ایک جگہ اپنی تعریف میں فرمایا:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الفاتحہ ۱/۲)

”سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

اور اپنی ربوبیت کے اثبات میں فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلْ اللَّهُ﴾ (الرعد ۱۳/۱۶)

”کہہ دو کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہہ دو کہ اللہ (ہی) ہے۔“

اور اپنے رب اور معبود حقیقی ہونے کا یوں اظہار کیا:

﴿رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ﴾ (۷) لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ

رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ﴾ (الدخان ۴۴/۸۷)

”آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، کا پروردگار (وہی) ہے، اگر تم یقین کرتے ہو۔ اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ (وہی) تمہارا اور تمہارے پہلے آباؤ

اجداد کا رب ہے۔“

اس ميثاق کے تذکرہ میں، جو اولاد آدم سے اس وقت کیا گیا جب وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے، کہ اس کی ربوبیت کا اقرار کریں، اسی کی عبادت کریں اور اس میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا ۖ﴾ (الأعراف ۷/۱۷۲)

”جب تیرے رب نے بنی آدم (یعنی) ان کی پیٹھوں سے ان کی اولاد نکالی اور انہیں ان کے اوپر گواہ بنایا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا، ہاں! کیوں نہیں (تو ہمارا رب ہے) ہم اقرار کرتے ہیں۔“

شرکین پر حجت قائم کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۚ﴾ (۸۱) سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ قُلْ أَفَلَا نُنْفِقُ ۚ﴾ (المؤمنون ۲۳/۸۷-۸۶)

”(ان سے سوال کرتے ہوئے) کہہ دیجئے کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ تو کہیں گے، اللہ۔ تو فرمادیں پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔“

(۳) انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے بھی رب کائنات کی ربوبیت کی شہادت دی ہے، اقرار کیا ہے اور عام لوگوں کو یہ پیغام پہنچایا ہے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے اپنی دعائیں کہا:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۚ﴾ (الأعراف ۷/۲۳)

”اے ہمارے پالنے والے! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی:

﴿رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَأَتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ۚ﴾ (نوح ۷۱/۲۱)

”اے میرے رب! انہوں نے میری نافرمانی کی ہے اور ان (بڑوں اور مالداروں) کی پیروی کی ہے جنہیں ان کے مال و اولاد نے نقصان ہی پہنچایا ہے۔“

نوح علیہ السلام کی ایک اور دعاء:

﴿رَبِّ إِنِّي قَوْمِي كَذَّبُونِ ۖ﴾ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ﴾ (الشعراء ۲۶/۱۱۷-۱۱۸)

”اے میرے رب! میری قوم نے میری تکذیب کر دی ہے، پس میرے اور ان کے درمیان فیصلہ

کر دے، اور مجھے اور میرے ایماندار ساتھیوں کو نجات دے۔“

ابراہیم علیہ السلام نے حرم مکہ مکرمہ میں، اپنے اور اپنی اولاد کیلئے ان الفاظ میں دعا کی:

﴿رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ أَمْنًا وَاجْعَلْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَنْ تَعْبُدَ إِلَّاصْنَامًا ۖ﴾ (ابراہیم ۱۴/۳۵)

”اے میرے پالنے والے! اس شہر کو امن والا بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچا۔“

یوسف علیہ السلام نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی شاکرتے ہوئے اپنی دعا میں فرمایا:

﴿رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۖ﴾ (یوسف ۱۲/۱۰۱)

”اے میرے مربی و پالناہار! تو نے مجھے سلطنت عطا کی اور خوابوں کی تعبیر کی تعلیم دی۔ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، دنیا و آخرت میں تو ہی میرا کار ساز ہے۔ اسلام پر مجھے موت دے اور صالحین میں شامل فرما۔“

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ایک دعائیں یوں اظہار کیا:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۖ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۖ﴾ (طہ ۲۰/۲۹-۲۵) وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۖ﴾

”اے میرے پالنے والے! میرا سینہ کھول دے، میرے معاملات میں آسانی عطا فرما، اور میری زبان کی گرہ کھول دے، (تاکہ) یہ (لوگ) میری بات سمجھ لیں اور میرے اہل میں سے میرا وزیر مقرر کر۔“

ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي ۖ﴾ (طہ ۲۰/۹۰)

”اور یقیناً تمہارا رب رحمان ہے، پس میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو۔“

طلب رحم میں زکریا علیہ السلام کی درخواست اس انداز کی تھی:

﴿رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۖ﴾ (مریم ۱۹/۴)

”اے میرے رب! میری ہڈی بوسیدہ ہو گئی ہے اور سر سفید ہو گیا ہے اور اے رب! میں تجھ کو پکار کر کبھی محروم نہیں رہا۔“

مزید یہ دعا کی: ﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۖ﴾ (الانبیاء ۲۱/۸۹)

”اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے اچھا وارث ہے۔“